کلیاتِ نثرِ حالی......ایک تحقیقی مطالعہ

جاوید یونس، پی۔ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اُردو، جامعہ پنجاب، لاہور

Abstract

Maulana Altaf Hussain Hali is one of the pioneers of modern Urdu poetry. He has same status in prose writing in urdu literature.Hayat-e-Sadi,Yadgar-e- Ghalib, Hayat-e-Javed,Muqadamma-e-Shero-Shairi,Essays and his letters are the main examples of his prose writing.Hali wrote many articles besides full-fledged books.These were published in 1902&1934 under the titles of Muzameen-e-Hali and Miqalat-e-hali. Sheikh Muhammad Ismail Panipati compiled the remaining speeches,essays and reviews of Hali,in two volumes under the title of Kulliyat-e-nasr-e-Hali.The first volume was published in 1967.This collection includes 44 essays of Hali.Volume 2 was published in 1968, this includes 12 speeches and 52 reviews of Hali on the books,literary magazines and newspapers.These both volumes were published by the Majlis-e-taraqi-e-adab,Lahore.

It is a greart effort of the editor, Kulliyat-e-nasr-e-Hali that he collected the speeches,articles and reviews of Hali but there are serious mistakes in mentioning the dates and sources (makhzat) in the text of this collection.In this article, "Kulliyat-e-nasr-e-Hali Aik Tehqeeqi Mutalia", I have pointed out these mistakes with references.

''کلیاتِ نثرِ حالی'' مولانا حاؔلی کی نثری تخلیقات کا مجموعہ ہے جسے شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی نے مرتب کیا اور اسے دو جلدوں میں مجلسِ ترقی ادب، لاہور نے شائع کیا۔ ۵۲۰ صفحات پر مشتمل پہلی جلد دسمبر ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی جس میں مولانا حاؔلی کی کل ۴۴ تحریریں شامل ہیں۔ ان تحریروں کو سات عنوانات یعنی مذہبی مضامین، اصلاحی مضامین، تاریخی مضامین، سوانحی مضامین، مضامین متعلق سر سید، مضامین متعلق علی گڑھ کالج اور متفرق مضامین میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دوسری جلد ۳۵۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مولانا کی لکھی ہوئی ۱۲ تقریریں اور کتب، رسائل و اخبارات پر لکھی ہوئی ۵۲ تقریظیں شامل ہیں۔ یہ جلد نومبر ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی تھی۔

''کلیاتِ نثرِ حالی'' کے مرتب شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ انھوں نے

مولانا حالیؔ کو نہایت قریب سے دیکھا۔ مولانا حالیؔ کے شب و روزان کے سامنے گزرے اور پھر وہ مولانا کی لائبریری کے انچارج بھی رہے، اس لیے مولانا کا تمام علمی وادبی سرمایہ ان کی نظر میں رہا۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی نے مولانا کے سوانح نگار کی حیثیت سے اتنا یادگار کام کیا ہے کہ شاید ہی کسی اور سے یہ ممکن ہو پاتا۔ اس ضمن میں شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی کے دوست بدرالاسلام فضلی (جو کہ حالی مسلم ہائی اسکول پانی پت کے ہیڈ ماسٹر اور اسکول کے سہ ماہی رسالے ''حیاتِ نو'' کے مدیر بھی تھے) ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> ''حقیقت بھی یہی ہے حالی کی تحقیق پر شیخ صاحب نے ساری عمر جس قدر کاوش وکوشش کی ہے کسی دوسرے کو میسر نہیں۔ انھوں نے اس قدر مواد اس موضوع پر جمع کیا ہے کہ اگر وہ لکھیں تو بہت آسانی سے ہزار صفحہ کی سوانح عمری لکھی جاسکتی ہے۔ لائف لکھنے کی آرزو تو اب تک پوری نہ ہو سکی مگر شیخ صاحب نے مولانا حالی کے غیر مطبوعہ کلام اور کلیات کے کئی مجموعے مرتب اور شائع کیے ہیں۔ اُن کے علاوہ دو جلدیں مقالاتِ حالی مرتب کیے۔ جن کو انجمنِ ترقی اُردو نے شائع کیا تھا۔ ایک مختصر سوانح حیات تذکرۂ حالی کے نام سے لکھی اور بکثرت مضامین مختلف رسائل کے لیے لکھے۔''[۱]

مولانا حالیؔ پر کیے گئے تحقیقی کام کے حوالے سے شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی کی خدمات یقیناً ادبی تاریخ کا حصہ ہیں اور جب بھی کوئی مولانا حالیؔ کی شخصیت پر علمی اور تحقیقی کام کا آغاز کرے گا تو وہ اِن کے کام کو کسی طور نظر انداز نہیں کر پائے گا۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی کی مرتب کردہ ''کلیاتِ نثرِ حالی'' بھی، مولانا کے نثری سرمائے کو تلاش کر کے ترتیب دینے کے حوالے سے ایک نہایت اہم کام ہے لیکن اس مجموعے کی دونوں جلدوں کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اغلاط (بالخصوص سنین اور تواریخ کے اعتبار سے) اس طرز کے دوسرے مجموعوں کی بہ نسبت کچھ زیادہ ہیں اور ان پر توجہ دینے کی خاص ضرورت بھی ہے تا کہ مولانا حالیؔ پر تحقیق کے طالب علم اپنی تحقیق کے نتائج پیش کرتے ہوئے ایسی اغلاط کا شکار نہ ہوں۔ یہاں ''کلیاتِ نثرِ حالی'' میں اس طرز کی کچھ اغلاط کی نشاندہی کی جارہی ہے۔

۱۔　مولانا ظفر علی خاں کے رسالے ''دکن ریویو'' کے متعلق کلیاتِ نثرِ حالی میں درج ہے کہ:

> ''جب مولانا ظفر علی خاں (ایڈیٹر زمیندار لاہور) ریاست حیدرآباد دکن میں ملازم تھے تو انھوں نے ۱۹۰۳ء میں بمبئی سے ایک ادبی اور علمی ماہنامہ دکن ریویو کے نام سے جاری کیا۔ جب ۱۹۰۹ء میں وہ حیدرآباد سے خارج کر دیے گئے تو یہ پرچہ بند ہوگیا۔''[۲]

یہ بات درست نہیں ہے۔ میری نظر سے ''دکن ریویو'' کا پہلا شمارہ گزرا ہے۔ یہ رسالہ بمبئی سے نہیں بلکہ حیدرآباد دکن سے مولانا ظفر علی خاں کی ادارت میں جنوری ۱۹۰۴ء میں جاری ہوا تھا۔ ڈاکٹر انور سدید نے بھی اس رسالے کی ابتداء جنوری ۱۹۰۴ء میں ہی بتائی ہے۔ اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

> ''جولائی ۱۹۰۳ء میں مولانا ظفر علی خاں نے دکن سے رسالہ ''افسانہ'' جاری کیا۔ ۴ جنوری

۱۹۰۴ء کو انھوں نے ''دکن ریویو'' کی ابتداء کی تو رسالہ ''افسانہ'' اس میں ضم ہوگیا۔ ''دکن ریویو'' ۱۹۰۹ء تک چھپتا رہا۔ یہ علمی وادبی حلقوں میں دلچسپی سے پڑھا جاتا تھا۔ مولوی عزیز مرزا ،علی حیدر طباطبائی، مولوی جواد علی خاں عالی، مولوی عبدالحق، محفوظ علی، اجمل خان، عبدالحلیم شرر، مولوی محمد اختر، شبلی نعمانی اور قاضی کبیرالدین کے مضامین ''دکن ریویو'' میں نمایاں نظر آتے ہیں۔۔۔'' ۳

اس کے مزید ثبوت کے طور پر ''دکن ریویو'' کے شمارہ نومبر ۱۹۰۸ء کے ایڈیٹوریل سے ایک اقتباس بھی یہاں پیش ہے:

''اس نمبر سے دکن ریویو اپنی نئی زندگی کے تیسرے برس میں قدم رکھتا ہے۔ اگر جنوری ۱۹۰۴ء سے حساب لگایا جائے جو اس کا سن پیدائش ہے تو اس کی عمر کے چھٹے سال کے آغاز کو صرف ایک مہینہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس پانچ سال کے عرصہ میں اس نے اردو ادب کی جو بری بھلی خدمت کی ہے وہ اربابِ ذوقِ سلیم سے پوشیدہ نہیں'' ۴

اس میں شک نہیں کہ یہ رسالہ کچھ عرصہ بند رہنے کہ بعد نومبر ۱۹۰۶ء میں کچھ وقت کے لیے بمبئ سے جاری ہوا تھا (راقم کی نظر سے یہ شمارہ بھی گزرا ہے) اس شمارے کے ایڈیٹوریل میں مولانا ظفرعلی خاں نے اس کے بمبئ سے جاری کرنے کی وجہ یہاں پرنٹنگ کی جدید سہولیات بتائی ہیں لیکن پھر یہ رسالہ حیدرآباد دکن ہی سے نکلتا رہا۔

۲۔ ''دکن ریویو'' کی بندش کے سال کے بارے میں بھی کلیات نثر حالی کی دونوں جلدوں میں سنین کے اعتبار سے تضاد پایا جاتا ہے۔ شیخ اسمٰعیل پانی پتی نے' میں بتایا ہے کہ یہ پرچہ ۱۹۰۸ء میں بند ہوگیا تھا:

''دکن ریویو مولوی ظفرعلی خاں کا رسالہ تھا جو انھوں نے قیامِ حیدرآباد کے زمانے میں بمبئ سے ۱۹۰۳ء میں نکالا تھا۔۔۔ مولانا حالی بھی کبھی کبھی اس میں مضمون بھیجا کرتے تھے۔ ہر پرچے میں کسی بڑے آدمی کے حالات مع تصویر چھپا کرتے تھے۔ ۱۹۰۸ء میں یہ پرچہ بند ہوگیا۔'' ۵

جبکہ نثر کے اسی مجموعے کی دوسری جلد (ص: ۳۳۹) میں انھوں نے اس رسالہ کی بندش کا سال ۱۹۰۹ء بتایا ہے۔ ''دکن ریویو'' اصل میں شروع ۱۹۰۹ء تک مولانا ظفرعلی خاں کی ادارت میں جاری رہا تھا اور اس کے بعد اس کے مالک اور ایڈیٹر سید مودود احمد قادری مقرر ہوئے تھے۔

۳۔ نواب افسر الدولہ نے حیدرآباد سے ۱۸۹۷ء میں ایک رسالہ ''افسر'' کے نام سے جاری کیا تھا۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی نے کلیاتِ نثر حالی، جلد دوم کے صفحہ ۳۳۱ پر درج کیا ہے کہ مولوی عبدالحق اس رسالے کے مدیر ۱۸۹۹ء کے آخر میں مقرر ہوئے تھے۔

مولوی عبدالحق رسالہ ''افسر'' سے ۱۸۹۹ء میں منسلک ضرور ہوئے تھے لیکن ان کو اس کا باقاعدہ مدیر جنوری ۱۹۰۰ء میں مقرر کیا گیا تھا اور مولوی صاحب کی ادارت میں'' افسر'' کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۰۰ء میں جاری ہوا تھا۔ ڈاکٹر سید

معراج نیر نے اپنے تحقیقی مقالہ میں اس ضمن میں خاصی بحث کی ہے اور آخر میں یہی نتیجہ نکالا ہے کہ:

''مولوی عبدالحق کا مدرسہ آصفیہ سے تعلق ۱۸۹۷ء میں ہو چکا تھا۔ ۱۸۹۹ء میں رسالہ ''افسر'' سے منسلک ہوئے اور جنوری ۱۹۰۰ء سے رسالے کی باقاعدہ ادارت کرنے لگے۔ یہ رسالہ پانچ سال جاری رہنے کے بعد سنہ ۱۹۰۲ء کے وسط میں بند ہو گیا۔''[۶]

۴۔ شیخ محمد اسمٰعیل کی مرتب کردہ کلیاتِ نثرِ حالی میں ایک مضمون ''ہماری معاشرت کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے؟'' شامل ہے۔ مرتب اس مضمون کے ماخذ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''آنریبل خواجہ غلام الثقلین مولانا حالی کے نواسے تھے۔ انھوں نے جنوری ۱۹۰۳ء میں میرٹھ سے ایک اصلاحی ماہنامہ 'عصرِ جدید' کے نام سے جاری کیا۔ یہ رسالہ جو آخر میں ہفتہ وار ہو گیا تھا، کبھی میرٹھ سے، کبھی مالیر کوٹلہ سے اور کبھی لکھنؤ سے مختلف اوقات میں شائع ہوتا رہا اور بالآخر جون سنہ ۱۹۱۵ء میں بند ہو گیا۔ ۳ ستمبر ۱۹۱۵ء کو ایڈیٹر کا بھی انتقال ہو گیا۔ مولانا حالی نے ذیل کا مضمون اس رسالے میں لکھا تھا جو اس کے ماہ اگست سنہ ۱۹۱۵ء پرچے میں از صفحہ ۲۹۶ تا ۳۰۰ چھپا۔''[۷]

یہاں یقیناً شیخ صاحب سے سہو ہوا ہے یا پھر کتابت کی غلطی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک رسالہ جو جون ۱۹۱۵ء میں بند ہو گیا ہو اس کے اگست ۱۹۱۵ء کے شمارے میں کسی کا مضمون شائع ہو سکے۔

۵۔ فیروز آباد سے جنوری ۱۸۹۹ء میں ایک رسالہ ''ادیب'' جاری ہوا تھا جس کے ایڈیٹر سید اکبر علی اکبر آبادی تھے۔ انھوں نے ادیب کا پہلا شمارہ مولانا حالی کی خدمت میں بھجوایا۔ جس پر مولانا حالی نے رسالے کی تعریف کرتے ہوئے ایڈیٹر کو ایک مختصر خط لکھا۔ اس کے القاب و آداب ہٹا کر اسے شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی نے ''کلیاتِ نثرِ حالی'' کی جلد دوم میں صفحہ ۳۳۰ پر شامل کیا ہے۔ ابتداء میں ماخذ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''منقول از رسالہ 'ادیب' فیروز آباد، بابت جنوری ۱۸۹۹ء''۔

حیرت ہے کہ جنوری ۱۸۹۹ء میں جاری ہونے والے رسالے کی تعریف میں لکھا گیا مولانا کا یہ خط ''ادیب'' کے جنوری ۱۸۹۹ء ہی کے شمارے میں کیسے چھپ گیا۔ یقیناً ماخذ کی نشاندہی میں سہو ہوا ہے۔ مجھے ''ادیب'' کا وہ شمارہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، جس میں یہ کلمات چھپے تھے۔ مدیر نے یہاں تحریر کیا ہے کہ:

''شیکسپیئر ہند مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی ارقام فرماتے ہیں'' ادیب کا پہلا نمبر پہنچا۔ ایک ہی جلسہ میں اس کو اوّل سے آخر تک پڑھ گیا اور بہت محظوظ ہوا۔ ظاہراً یہ رسالہ ہونہار معلوم ہوتا ہے۔''[۸]

۶۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی کی مرتب کردہ ''کلیاتِ نثرِ حالی'' کے صفحہ ۳۴۱ پر ادبی رسالے ''زمانہ'' سے متعلق مولانا حالی کی ایک رائے درج ہے۔ مرتب نے تعارفی نوٹ میں لکھا ہے کہ ''۔۔۔اس رسالے کے متعلق حضرت مولانا حالی نے اپنی رائے ایک خط میں لکھ کر ایڈیٹر کو بھیجی تھی جو پانی پت سے آپ نے ۳۱ جولائی

۱۹۰۳ء کو کان پور بھیجا تھا'' مرتب نے یہاں ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔ مرتب نے یہاں سنہِ تحریر بھی غلط لکھا ہے۔ یہ رائے ۳۱ ؍جولائی ۱۹۰۳ء کو نہیں بلکہ ۳۱ ؍جولائی ۱۹۰۵ء کو مدیر کو بھجوائی گئی تھی اور اس رسالے کے ''حالی نمبر'' میں چھپی تھی۔۹

۷۔ اسی کلیات کے صفحہ ۳۴۷ پر رسالہ ''العصر'' سے متعلق مولانا حالؔی کی ایک رائے چھپی ہے۔ تعارف میں مرتب نے لکھا ہے کہ یہ رائے مورخہ ۱۹ ؍جون ۱۹۱۳ء کو بھجوائی گئی تھی۔ یہ درست نہیں ہے یہ رائے ۱۸ ؍جون کو بھجوائی گئی تھی۔ یہاں بھی تاریخ کے درج کرنے میں مرتب سے سہو ہوا ہے۔

۸۔ ''کلیاتِ نثرِ حالی'' جلد دوم میں صفحات ۲۴۰ تا ۲۴۱ پر مولوی محمد اختر کے ایک مضمون پر مولانا حالؔی کی لکھی ہوئی ایک تقریظ درج ہے۔ مرتب نے یہاں وضاحت کی ہے کہ یہ تقریظ ۲۸ ؍نومبر ۱۹۰۱ء کو مدیر ''افسر'' کو بھجوائی گئی تھی، جو کہ درست نہیں ہے۔ یہ تقریظ اصل میں ۲۴ ؍اگست ۱۹۰۱ء کو مدیر کو بھجوائی گئی تھی۔۱۰

۹۔ ''کلیاتِ نثرِ حالی'' جلد دوم، صفحات ۲۲۹۔۲۳۰ پر عزیز صفی پوری کے رسالوں ''ارمغان'' اور ''نورہان'' کے بارے میں مولانا حالؔی کے تعریفی کلمات درج ہیں۔ مرتب نے 'تصانیفِ عزیز صفی پوری'' کا عنوان دے کر اس کے نیچے بریکٹ میں (۱۹ ؍دسمبر ۱۸۹۹ء) لکھا ہے۔ لیکن اس سے مراد کیا ہے؟ عزیز کی پیدائش، وفات کی تاریخ یا اشاعتِ کتب کی تاریخ؟

یقیناً یہ مکتوب لکھنے کی تاریخ ہوگی۔ مرتب نے یہاں دو خطوط کے ٹکڑے نقل کیے ہیں اور ان کا ماخذ مکاتیبِ حالی بتایا ہے۔ ''کلیاتِ نثرِ حالی'' کے مطابق یہ خطوط ۲۲ ؍جولائی ۱۸۹۹ء اور ۲۹ ؍دسمبر کو لکھے گئے تھے، جو کہ درست نہیں ہے۔ بمطابق مکاتیبِ حالی، یہ خطوط ۲۴ ؍جولائی ۱۸۹۹ء اور ۱۹ ؍دسمبر ۱۸۹۹ء کو لکھے گئے تھے اور یہاں مرتب سے غلطی ہوئی ہے۔

سنین اور تواریخ کے اعتبار سے ''کلیاتِ نثرِ حالی'' میں اغلاط کی یہ فہرست مکمل نہیں ہے بلکہ اس نثری مجموعے میں ایسی اور بھی کئی اغلاط تلاش کی جا سکتی ہیں۔ یہاں صرف اس بات کی نشاندہی مقصود ہے کیونکہ یہ ایک توجہ طلب معاملہ ہے۔

ماخذات کی درست نشاندہی سے نہ صرف تحقیقی سفر آسان ہو جاتا ہے بلکہ اس سفر میں پیچھے آنے والوں کے لیے بھی راہنمائی میسر ہو جاتی ہے۔ ''کلیاتِ نثرِ حالی'' میں کئی مقامات پر سنین اور تواریخ کے غلط اندراج کے علاوہ ماخذات کی بھی درست نشاندہی نظر نہیں آتی۔ اس حوالے سے چند مثالیں پیش ہیں:

۱۔ ''کلیاتِ نثرِ حالی'' میں ''عربی الفاظ کی جمع اور تذکیر و تانیث کے اصول'' کے عنوان سے مولانا حالؔی کی ایک تحریر موجود ہے۔ مرتب نے اس کی ابتداء میں اس کے ماخذ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''جب میں مولانا حالی کی لائبریری کا انچارج تھا تو اس وقت میں نے مولانا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہر کاغذ کو بہت احتیاط سے دیکھا اور انھیں علیحدہ نقل کرتا رہا۔ اس تلاش میں طویل مضامین کے علاوہ بہت چھوٹے چھوٹے مضامین بھی میری نظر سے گزرے جو مولانا نے مختلف

پرچوں پر علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے تھے، مگر ان پر کوئی تاریخ لکھی ہوئی نہیں تھی، جس سے معلوم ہوتا کہ یہ تحریر مولانا نے کب اور کس سنہ میں لکھی۔ میں نے چھوٹے چھوٹے مضامین کو بھی جان کے برابر حفاظت سے رکھا ہے اور آج میں ان کو پہلی مرتبہ پیش کر رہا ہوں۔''[۱۱]

شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی نے یہ تحریر یقیناً مولانا حالؔی کے کاغذات ہی سے نقل کی ہوگی لیکن ان کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ وہ یہ تحریر پہلی مرتبہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ تحریر دراصل مولانا حالؔی کے ایک خط کا ٹکڑا ہے جو انھوں نے پانی پت سے مولوی عبدالحق کو ۲۶/اپریل ۱۹۰۹ء کو لکھا تھا۔ یہ غیر مطبوعہ نہیں بلکہ مکتوباتِ حالی حصہ اوّل میں صفحات ۸۹تا۹۰ پر چھپ چکا تھا۔ ''مکتوباتِ حالی'' مولانا حالؔی کے صاحبزادے خواجہ سجاد حسین نے مرتب کر کے ۱۹۲۵ء میں شائع کی تھی اور شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی ان کے ساتھ اس کاوش میں شریک تھے۔

۲۔ ''قومی جلسوں میں نظموں کی بھر مار'' کے عنوان سے مولانا حالی کی ایک تحریر 'کلیاتِ نثرِ حالی' میں شامل ہے۔ ابتداء میں اس کے ماخذ سے متعلق مرتب نے بتایا ہے کہ ''۔۔۔حُسنِ اتفاق سے اس مضمون کا کٹا پھٹا مسودہ ہمیں مولانا مرحوم کے کاغذات میں مل گیا جو خود مولانا کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اُسی کی نقل ہم ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں''۔[۱۲]

اس سے یہ تاثر اُبھرتا ہے کہ یہ تحریر غیر مطبوعہ ہے لیکن یہ غیر مطبوعہ نہیں تھی۔ اس سے پہلے مرتب شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی اسے خود دو بار مختلف مجموعوں میں چھاپ چکے تھے۔ ''مقالاتِ حالی'' جو انجمن ترقی اُردو، دہلی نے ۱۹۳۴ء میں شائع کی تھی (اور شیخ صاحب ہی کی مرتب کردہ ہے)، اس کے حصہ اوّل کے صفحات ۲۴۳ تا ۲۴۷ پر یہ تحریر موجود ہے۔ دوسری بار انھوں نے اسے اپنی مرتب کردہ ''مکاتیبِ حالی'' میں ۱۹۵۰ء میں بغیر اس کے ماخذ کا ذکر کیے، بطور مکتوب شائع کیا اور اب اس مکتوب کے القاب وآداب ہٹا کر اسے تیسری بار ''کلیاتِ نثرِ حالی'' مطبوعہ دسمبر ۱۹۶۷ء میں (پہلی دونوں اشاعتوں کا حوالہ دیے بغیر) شائع کیا ہے۔

۳۔ اس نثری مجموعے میں، ماخذات کے حوالے سے، سنین کے اندراج میں اغلاط کی ایک اور مثال مولانا حالؔی کے وہ مضامین ہیں جو ''تہذیب الاخلاق'' میں مختلف اوقات میں شائع ہوئے تھے۔ مرتب ''کلیاتِ نثرِ حالی'' نے یہاں ماخذ کا حوالہ دیتے ہوئے، اس رسالے کے شماروں کا اندراج درست نہیں کیا مثلاً ''کلیاتِ نثر حالی'' میں صفحات ۱۶۱ تا ۱۷۴ پر مولانا حالؔی کا ایک مضمون بعنوان ''کیا مسلمان ترقی کر سکتے ہیں؟'' شائع ہوا تھا۔ اس کا ماخذ مرتب نے رسالہ تہذیب الاخلاق بابت ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء) بتایا ہے جبکہ رسالہ کے سرورق پر جلی حروف میں عیسوی سال ۱۸۸۱ء لکھا ہوا ملتا ہے۔[۱۳]

۴۔ تحقیق اور موازنہ کرنے پر یہ بھی معلوم ہوا کہ درج بالا مضمون اس رسالے میں بعنوان ''مسلمان اور ترقی'' شائع ہوا تھا۔[۱۴] لیکن مرتب نے اس کو ''کلیاتِ نثر حالی'' میں شامل کرتے وقت اس کا عنوان بدل کر ''مسلمان اور ترقی'' کی بجائے ''کیا مسلمان ترقی کر سکتے ہیں؟'' رکھ دیا، جس کا ان کے پاس بظاہر کسی قسم کا اختیار نہیں تھا۔

۵۔ مولانا حالی کے چار مضامین بعنوان ''الدین یسر''، ''بدگمانی''، ''تدبیر'' اور ''مزاح'' تہذیب الاخلاق کے شمارہ ماہ شوال لغایت ماہ رمضان، ۱۲۹۶۔۱۲۹۷ھ میں شائع ہوئے تھے۔ مرتب ''کلیاتِ نثر حالی'' شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی نے ان مضامین کو صفحات ۳، ۱۳۱، ۴۰اور ۱۴۱پر شائع کیا ہے اور ابتداء میں ماخذ کا ذکر کرتے ہوئے ''تہذیب الاخلاق میں ان کی اشاعت کا عیسوی سال ۱۸۷۹ء بتایا ہے جب کہ تہذیب الاخلاق کے اس شمارے کے سرورق پر جلی حروف میں اشاعت کا سال ۱۸۸۰ء درج ہے۔۱۵

ماخذات میں سنین کی غلط نشاندہی ''کلیات نثر حالی'' کے تحقیقی معیار کو متاثر کرتی ہے اس لیے اس مجموعے کو بنیاد بنا کر کی گئی کسی قسم کی تحقیق کے نتائج کو مستند قرار دینا بہت مشکل ہے۔ یہاں ایک اور دلچسپ بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ مرتب ''کلیاتِ نثر حالی'' شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی نے ایک مضمون کو دو مختلف عنوانات کے تحت دو دفعہ کتاب میں شامل کیا ہے۔ صفحات ۲۳۸ تا ۲۳۹ پر 'جدید اُردو لٹریچر کے مشہور مصنفین' کے عنوان سے چھپنے والی تحریر صفحہ نمبر ۳۳۳ پر رسالہ 'افسر' کے حوالے سے دوبارہ چھپی ہوئی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ ایسا صرف کتاب کی ضخامت بڑھانے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ اس بات کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انھوں نے مولانا کے پہلے سے چھپے ہوئے کئی خطوط کو مضامین اور تقریظوں کے نئے عنوانات دے کر اس کتاب میں شامل کر لیا ہے۔

''کلیاتِ نثر حالی'' میں مولانا حالی کے ۳۰ سے زیادہ خطوط کو، القاب و آداب ہٹا کر بطور تقریظ شامل کیا گیا ہے۔ یہ خطوط پہلے سے مکتوبات کے مختلف مجموعوں میں چھپ چکے تھے۔ یہ خطوط نہ تو غیر مطبوعہ ہیں اور نہ ہی باقاعدہ تقریظیں۔ ان میں سے کچھ صرف مولانا حالی کی خدمت میں ادبی رسالوں کے پہنچنے کی رسیدیں ہیں جیسے ماہنامہ ''ادیب'' کے پہنچنے پر مولانا کے یہ الفاظ کہ ''ادیب کا پہلا نمبر پہنچا۔ ایک ہی جلسہ میں اس کو اوّل سے آخر تک پڑھ گیا اور بہت محظوظ ہوا۔ ظاہرا یہ رسالہ ہونہار معلوم ہوتا ہے۔''۱۶ اسی طرح رسالہ ''عزیز'' کے ملنے پر اس کے مدیر کو لکھتے ہیں کہ ''عزیز کے دو تین مضمون میں نے پڑھوا کر سنے۔ امید ہے کہ آپ کے اہتمام میں یہ بچوں کا عزیز بہت ترقی کرے گا اور مفید ثابت ہو گا''۔۱۷

''ضمیمۂ اُردو کلیاتِ نظمِ حالی'' مولانا حالی کی فارسی اور عربی تخلیقات کا مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ اگست ۱۹۱۴ء میں ۱۸ شائع ہوا تھا۔ اس میں منظوم تخلیقات کے علاوہ مولانا کی ۲۸ نثری تخلیقات فارسی اور ۱۲ نثری تخلیقات عربی زبان میں شامل ہیں۔ اس مجموعہ کی فارسی و عربی تحریروں اور پھر اُردو زبان میں ایک یادگار ابتدائیے کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ''کلیاتِ نثر حالی'' میں نہ اس کا ذکر موجود ہے اور نہ اس کی تحریریں۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ''کلیاتِ نثر حالی'' میں صرف مولانا کی اُردو تحریریں جمع کی گئی ہیں۔ لیکن ''ضمیمۂ اُردو کلیاتِ نظمِ حالی'' کا اُردو میں مولانا حالی کا لکھا ہوا ابتدائیہ اس میں ضرور شامل ہونا چاہیے تھا اور عربی و فارسی نثریں بطور ضمیمہ اس میں شامل کیے جا سکتے تھے۔ اس طرز کی ایک عمدہ مثال مجلسِ ترقیِ ادب ہی کی شائع کردہ ''کلیاتِ نظمِ حالی'' میں موجود ہے، جسے ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے مرتب کیا ہے۔ انھوں نے اس مجموعے میں مولانا حالی کے فارسی اور عربی کلام کے علاوہ ''ضمیمۂ اُردو کلیاتِ نظمِ حالی'' کے دیباچے کو بھی ضمیمے کے طور پر شامل کر دیا ہے۔۱۹

مولانا حالیؔ کی نثری تخلیقات کو یکجا کر کے چھاپنا یقیناً مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور اس ضمن میں اس کے مرتب شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی کی محنت اور کاوشیں بھی لائقِ تحسین ہیں لیکن سنین اور ماخذات کے حوالے سے اس مجموعہ نثر میں موجود اغلاط اور تضادات کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ماخذات، سنین اور تواریخ پر ہی تحقیق کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور اس طرز کی ایک غلطی ایک محقق کو حقیقی نتائج سے بہت دور لے جاتی ہے۔

حواشی:

۱۔ نقوش، شخصیات نمبر، مدیر محمد طفیل، ص: ۱۰۲۸

۲۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، مرتب، کلیاتِ نثرِ حالی (جلد دوم)، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ص: ۳۳۹

۳۔ انور سدید، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ص: ۵۳

۴۔ دکن ریویو، شمارہ نومبر ۱۹۰۸ء، ص: ۱

۵۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، مرتب، کلیاتِ نثرِ حالی (جلد دوم)، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ص: ۴۹۵

۶۔ معراج نیر، سید، ڈاکٹر، بابائے اُردو عبدالحق......فن اور شخصیت، لاہور: ابلاغ، ص: ۳۷

۷۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، مرتب، کلیاتِ نثرِ حالی (جلد اوّل)، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ص: ۲۵۵

۸۔ ادیب، مدیر سید اکبر علی اکبر آبادی، شمارہ فروری ۱۸۹۹ء، ص: ۸۷

۹۔ زمانہ، حالی نمبر، مدیر منشی دیا نرائن نگم، شمارہ دسمبر ۱۹۳۵ء

۱۰۔ خواجہ سجاد حسین، مرتب، مکتوباتِ حالی (حصہ اوّل)، پانی پت: حالی پریس، ۱۹۲۵ء، ص: ۴۵

۱۱۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، مرتب، کلیاتِ نثرِ حالی (جلد اوّل)، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ص: ۴۳۷

۱۲۔ ایضاً، ص: ۲۴۳

۱۳۔ تہذیب الاخلاق، علی گڑھ: مطبع علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ، ۱۸۸۱ء، ص: ۱۱۸ تا ۱۲۴

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ تہذیب الاخلاق، علی گڑھ: مطبع علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ، ۱۸۸۰ء

۱۶۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، مرتب، کلیاتِ نثرِ حالی (جلد دوم)، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ص: ۳۳۰

۱۷۔ ایضاً، ص: ۳۳۸

۱۸۔ حالی، الطاف حسین، ضمیمۂ اُردو کلیاتِ نظمِ حالی، دہلی: تحفۂ ہند پریس، ۱۹۱۴ء

۱۹۔ افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر، مرتب، کلیاتِ نظمِ حالی (جلد دوم)، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ۱۹۷۰ء، ص: ۳۵۱